ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی ایم اے ایل ایل بی۔ پی ایچ ڈی

وادیٔ نیل سے ابھرتا ہوا جنسی سیلاب

افرنگیت، برہمنیت، اشتمالیت، لادینیت، عیسائیت اور دیگر طاغوتی طاقتیں اسلام کے درپے ہیں اور امت مسلمہ کو کمزور کرنا چاہتی ہیں۔ اخوت، بے مثال ربط وضبط، ایثار اور قربانی کے جذبے مجروح ہو رہے ہیں۔ داغ ہائے غم چراغ سینہ کتنے ہیں۔ بوسنیا، لبنان، کشمیر اور افغانستان وغیرہ میں مسلمانوں کا لہو کتنا ارزاں ہے۔ اسلام کا پیغام لے کر کئی قافلے دنیا کے کونے کونے میں پھیلے۔ کبھی بحر بالٹک کے صنوبر کے درختوں میں ڈھکے ہوئے ساحلوں تک پہنچے، کبھی بحر آرکٹک کی برفانی چٹانوں تک پہنچے، کبھی انہوں نے ٹنڈرا میں طویل قطبی راتیں گزاریں، کبھی فلپائن کے انناس کے جنگلوں میں راتیں گزاریں، کبھی نیم ریگستانی اور کوہستانی منطقوں کی طرف گئے، کبھی کریملن کی دندانے دار بھوری سی سرخ دیواروں سے ٹکرائے تو کبھی ماسکو کے لال چوک تک پیغام حق پہنچایا۔ قاہرہ یورپ اور افریقہ کا وہ سنگم تھا جو اسلامی تعلیمات کا قدیم مرکز رہا۔ ایک طرف اب بھی وہاں الازہر تہذیب حجاز کا گہوارہ اور تعلیمات لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم مرکز ہے اور ایک طرف قاہرہ عالم عرب کا وہ شہر ہے جو اخلاقی بے راہ روی کی انتہا کو چھو رہا ہے۔ ویسے تو تمام عالم اسلام مغرب کی ثقافتی یلغار میں جکڑا ہوا ہے۔ وہ مصر جو اسلام کا حصار تھا اب شکست وریخت کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ صنم کدہ بھی ہے اور نشاط کدہ بھی۔ وہ مصر جہاں سے قصیدہ بردہ شریف کے علامہ بوصیریؒ کے دل سے ایک پرکیف صدا نکلی تھی جو آج بھی گونج رہی ہے وہ مصر جہاں عبدالقادر عودہ شہید جیسے عظیم جج پیدا ہوئے، وہ مصر جہاں سے ڈاکٹر بہت سے ماہر تعلیم اور ادیب پیدا ہوئے، وہ مصر جہاں سے مفتی عبدہ جیسے مجدد پیدا ہوئے، وہ مصر جو یوسفؑ کی کمال عصمت وعفت، غایت نزاہت اور پیغمبرانہ عصمت کا اقبالی ثبوت پیش کرتا ہے، وہ مصر جو پیکر رعنا، حسن معصوم اور ماہ کنعاں کے رخ زیبا کا نکھار بھی ہے اور کنعانی غلام کے ہاتھوں رسوا ہونے والی زلیخا کے دل کے زخموں کی منہ بولتی تصویر بھی ہے، آج وہی مصر اہل مغرب کی زبردست اور تباہ کن ثقافتی یلغار میں ہے۔ یہ صورت حال عالم اسلام کے لئے خطرے کی گھنٹی ہے!

پاک ہے گرد وطن سے سر داماں ترا
تو وہ یوسف ہے کہ ہر مصر کنعاں ترا (علامہ اقبال)

وہ مصر جو حسن و رعنائی کے حسین وجمیل پیکر کا گواہ تھا، وہ مصر جو پیغمبرانہ عصمت کا مرقع تھا، آج وہی مصر

جہاں سے اسلام کے عہد شباب کی نو اسنی جاتی تھی، یورپ کے لیے تفریح کا ساماں بنا ہوا ہے۔ وہ مصر جہاں نیل کی خونی موجوں کو سرزمین حجاز سے عمر رضؓ جیسے درویش منش حکمران اور خلیفہ وقت جس کی قمیص پر دس دس پیوند لگے ہوئے تھے، کا پیغام ملا تھا تو اس نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی طغیانی موجوں کو سمیٹ لیا تھا، آج اسی نیل کے ساحل پر، اسی وادی گل میں، اسی دریا کے لب پر سرخ پوش مہوش مئے گلرنگ کے نشے میں مدہوش نظر آتی ہیں۔ یہ جمال ہوشربا، یہ شفق کی لالی اور ساحل نیل سے فحاشی کا امڈتا ہوا سیلاب عالم اسلام کی بدبختی اور اخلاقی اضمحلال کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ قاہرہ جس کے ذرے ذرے میں لہو اسلاف رچا ہوا تھا اب وہ اخلاق کا مرقد و مدفن بنا ہوا ہے۔ افسوس اب وہ قافلہ نہیں جس میں ابراہیم بن ادہم تھے، ابوبکر شبلی معروف کرخی تھے اور ایسے پاکیزہ اخلاق والے بزرگ تھے جن کے رعب سے عرب و عجم لرزتے تھے۔

خود ہے زندہ تو دریا ہے بیکرانہ ترا ترے فراق میں مضطر ہے موج نیل و فرات

اقوام متحدہ "آبادی اور ترقی" کے پروگرام پر ۲۴ بلین ڈالر کی خطیر رقم خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہ منصوبہ عالمی اداروں میں منصوبہ بندی کے یہودی ماہرین نے تیار کیا ہے۔ اس پروگرام کے نمایاں خدوخال حسب ذیل ہیں:

۱- پرائمری سکولوں میں جنسی تعلیم کو عام کرنا۔ ہر ملک کے لیے یہ پابندی ہوگی کہ وہ موصولہ گرانٹ کے برابر اپنے وسائل بھی اس پروگرام کے لیے خرچ کرے۔
۲- کنڈوم (مانع حمل اشیاء) کو جائز قرار دینا۔ اس کے استعمال کی حوصلہ افزائی کرنا اور دیگر ممالک میں اس کے استعمال کی ترویج پر زور دینا۔
۳- اسقاط حمل کے مختلف طریقوں کی تعلیم مختلف ممالک میں دینا۔
۴- ہم جنس پرستی کے فوائد کی مختلف ممالک میں تشہیر کرنا۔ وغیرہ وغیرہ۔
۵- معاشرے میں عورت کے لیے مساوی مواقع فراہم کرنا۔

۵ سے ۱۳ ستمبر ۱۹۹۴ء تک ہونے والی کانفرنس "آبادی اور ترقی" قاہرہ میں ہوئی۔ اس بین الاقوامی کانفرنس کی ۱۱۳ صفحات پر مشتمل تجاویز کا خلاصہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ اس کانفرنس کا مقصد کیا تھا۔ ہر ذی شعور، اہل دانش و فکر اور ہر عالم دین اس کے پس منظر کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ یہ منصوبہ نہ صرف مسلمان ممالک بلکہ انسانیت کے خلاف ایک گھناؤنی سازش تھی۔ اس کے پس پردہ مقاصد واضح ہوں:

مقاصد

۱- اہل مغرب تو پہلے ہی اسفل السافلین کی تصویر پیش کر رہا ہے وہ تو پہلے ہی ارذل ترین سطح پر اتر آیا ہے۔ یہ پروگرام انسانی اور اسلامی اخلاقی قدروں کو تہہ و بالا کرنے کا پروگرام ہے جب

عفت و حیا کا نظام نہ رہا، جب اخلاقی قدریں پامال ہوئیں۔ جب معاشرہ حیوانیت کی منہ بولتی تصویر بنا، جب خاندانی نظام تار تار ہوا، جب معاشرے سے شرم و حیا اٹھ گیا، جب اسلامی کلچر اور تہذیب کا رشتہ ٹوٹ جائے، جب مادر پدر جنسی آزادی ملے تو پھر معاشرے میں کیا اچھائی رہے گی۔

۲۔ اس پروگرام سے جنسی انارکی پھیلے گی۔ یہ پروگرام نیو ورلڈ آرڈر کا ایک شاخسانہ ہے جس سے جنسی انقلاب کی راہ ہموار کی جا رہی ہے۔

۳۔ معاشرے میں عورت کے لیے مساوی مواقع سے انارکی پھیلے گی۔ عورت پر جائز پابندیاں مستحسن ہیں۔ وگرنہ معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً جنسی بے راہ روی پر پابندی معاشرے میں طہارت اور پاکیزگی کا باعث ہوتی ہے۔

۴۔ اس ناپاک پروگرام سے مسلمانوں کی نسلیں تباہ ہوں گی۔ اہل مغرب کا مدعا بھی یہی ہے کہ نصاری اور ہندو اسلحے کے زور سے بوسنیا، فلسطین اور کشمیر میں مسلمانوں کی تو نسل کشی نہیں کر سکے۔ اس انقلاب سے ان کی نسلیں تباہ کی جائیں۔

۵۔ یہ منصوبہ مسلمانوں کے عائلی نظام پر ایک آخری وار ہوگا۔

ویٹی کان سے پوپ نے بھی اس پروگرام کی مذمت کی تھی کیونکہ مغرب عورت کو مساوی حقوق دینے کے نام پر تباہی کے کنارے پر پہنچ چکا ہے جس سے راہ فرار ممکن نہیں۔

فرانس کی ایک بدکار ادیبہ اپنے ناول "نزاک" میں لکھتی ہے کہ نکاح ایک انتہائی وحشیانہ طریقہ ہے۔ بدنام زمانہ بنگلہ دیشی ادیبہ تسلیمہ نسرین اپنی کتاب میں لکھتی ہے کہ قرآن میں نظر ثانی کر کے اس میں عورتوں کے حقوق مردوں کے برابر قرار دیئے جائیں۔ وہ فری سیکس (جنسی بے راہ روی) کی قائل ہے۔ لندن میں دوشیزاؤں کی انجمنیں ہیں جو عہد کرتی ہیں کہ ہم شادی نہیں کریں گی۔ ان کے نزدیک یہ ایک جمہوری طریقہ ہے جس پر وہ عمل کرتی ہیں۔ ایک سروے کے مطابق فرانس کے سپاہی بھی جنسی امراض خبیثہ میں گرفتار رہے ہیں۔ صدر کلنٹن کی کوشش کے باوجود امریکی فوج میں ہم جنس پرستوں کو بھرتی کی اجازت آرمی چیف جنرل پاول نے نہیں دی۔ برطانیہ کے ماہر اقتصادیات مالتھس نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ شادی میں تاخیر کی جائے نیز نسل کشی کی جائے تاکہ افلاس کو روکا جائے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مانع حمل ادویات نے دنیا میں عیاشی، فحاشی، بدکاری اور جنسی بے راہ روی پھیلائی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا فاضل مقالہ نگار لکھتا ہے کہ:

"امریکہ کی ۹۰٪ آبادی اس طرح متاثر ہوئی۔ وہاں اوسطاً ہر سال دو لاکھ مریض آتشک اور دو لاکھ سوزاک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔"

یورپ میں لواطت کو قانونی تحفظ ملا۔ جرمنی کا ڈاکٹر ہرشفیلڈ لواطت کے حق میں چھ سال تک کوشاں رہا۔ اب جرمن پارلیمنٹ اور برطانوی قانون کے مطابق لواطت جائز ہے۔ یورپ میں ایڈز جیسی بیماری کا عفریت ان کے لیے عذاب الہٰی سے کم نہیں۔ فرانس کے ایک رکن سینٹ موسیو فرڈنان دریفو نے قحبہ گری کے بے شمار مالی فائدے گنوائے تھے اور اسے تجارت کہا تھا۔ اس صنعت اور تجارت کے لیے مال خام کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ خام مال دس سال کی عمر کی لڑکیاں ہوتی ہیں۔

کیا اقوام متحدہ اپنا شائع شدہ ڈیموگرافک سالنامہ مطبوعہ ۱۹۵۹ء بھول گئی ہے جس کے مطابق مختلف ممالک میں حرامی بچوں کی تعداد حسب ذیل تھی۔

مغربی ممالک ۶۰٪۔ پاناما۔ ارجنٹائن ۷۰٪۔ لاطینی امریکہ ۷۰٪ سے بھی زیادہ مسلم ممالک ۰٪۔ مصر ایک فیصد سے بھی کم اقوام متحدہ کے جواب اور تحقیق کے مطابق اسلام کے قانون تعدد زوجیت کی وجہ سے حرامی بچوں کی نسبت صفر کے برابر ہے۔

اسلام نے عورت کو ووٹ کا حق اس وقت دیا جب دنیا اسکا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ برازیل میں ۱۹۳۲ء میں عورت کو ووٹ کا حق ملا۔ امریکہ میں یہ حق اسے ۱۹۲۰ء میں ملا۔ جرمنی میں یہ حق اسے ۱۹۱۴ء میں ملا جب کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ کے انتخاب میں مدینہ کی عورتوں سے مشورہ لیا تھا جو ووٹ کی ایک قدیم شکل تھی۔ عورت کو ۱۴۰۰ء سال پہلے جائیداد کا حق ملا جب کہ یہ حق برطانیہ جیسے مہذب ملک میں اسے ۱۸۸۲ء میں ملا عورت اسلام کی رو سے تاجر بن سکتی ہے۔ چادر اور چار دیواری اس کے معاش میں حائل نہیں ہوتی۔ اسلام اسے اعلیٰ خاندانی نظام عطا کرتا ہے جس میں عفت وحیا ہے۔ چند پابندیاں ضرور ہیں مثلاً فتنہ عریانی سے پرہیز ضرور ہے۔ اس کا مقصد عائلی نظام کو مستحکم کرنا ہے اسقاط حمل انسانی قتل ہے۔ برطانیہ میں بھی اسقاط حمل انسانی قتل شمار ہوتا ہے۔ امریکہ کی بھی کئی ریاستوں میں اسقاط حمل کو انسانی قتل گردانا جاتا ہے۔

اسلام پسند قوتوں کو اس قسم کی جنسی انارکی اخلاقی بے راہ روی اور نام نہاد لبرل ازم کے خلاف ایک مضبوط چٹان بن کر کھڑا ہونا ہوگا۔ علماء دین اور اسلام کے مفکرین تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے وارث ہیں۔ انہیں اس قسم کی مذموم سازشوں کے خلاف آہنی دیوار بن کر کھڑا ہونا ہوگا۔ اہل فکر ودانش جو دینی سوچ رکھتے ہیں انہیں اپنی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہوگی۔

مصر اسلامی تعلیمات کا مرکز ومحور ہے۔ قاہرہ اسلامی تعلیمات کی قدیم یونیورسٹی ہے یہاں سے اسلامی اخلاقی قدریں منعکس ہوں نہ کہ جنسی انقلاب کا سیلاب تند وتیز امڈ آئے!